اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ

بدر

قادیان

جلد ۱۵

شمارہ ۲۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ

سالانہ -/۷ روپے

ششماہی -/۴ روپے

ممالک غیر -/۱۰ روپے

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۱۴ وفا ۱۳۴۵ھش	۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ	۱۴ جولائی ۱۹۶۶ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۲ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۷ جولائی کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور آج صبح چند یوم کے لئے ربوہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس عرصہ کے لئے حضور نے محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کو ربوہ میں امیر مقامی مقرر فرمایا۔

قادیان ۱۲ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ربوہ ۶ جولائی۔ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ کو بخار اور فون میں انفیکشن سے طبیعت نہایت خراب اور گھبراہٹ کی تکلیف ہے۔ آج کی اطلاع ہے کہ دو تین دن سے کوئی فرق نہیں پڑا طبیعت ویسی ہی چل رہی ہے مزید علاج کے لئے لاہور لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

یورپ میں تبلیغ اسلام کی سرانجام دہی صرف جماعت احمدیہ تک محدود ہے

مغربی جرمنی کے سرکاری جریدہ کا پُر حقیقت اظہار خیال

حکومت مغربی جرمنی کی طرف سے شائع ہونے والے ہفتہ وار عربی خبرنامہ "الرسالۃ" مجریہ ۱۷ فروری ۱۹۶۶ء میں زیر عنوان "الاسلام والمساجد فی ألمانیا" ایک مفصل مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں احمدیہ جماعت کے ذریعہ یورپ میں کامیاب تبلیغ اسلام کا تذکرہ شاندار الفاظ میں جامع طریق پر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی جماعت کی طرف سے مغربی جرمنی میں تعمیر کردہ مساجد کے اصل فوٹو بھی شائع کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک فوٹو میں امام مسجد اذان دے رہے ہیں۔ یہ تفصیلی مضمون اور جریدہ میں شائع شدہ احمدیہ مساجد کے فوٹو منہ بولتی صداقت ہیں کہ احمدیہ جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی خدمت میں کس طرح مثبت اور ناقابل تردید نتیجہ خیز کام سرانجام دیا ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے مضمون کے چند اقتباسات مع اردو ترجمہ کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

مغربی جرمنی کے شہر بون سے شائع ہونے والے جریدہ موسومہ "الرسالہ" کا اصل پرچہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جرمنی میں اشاعت اسلام اور مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں معاصر رقمطراز ہے:-

"ولحالہ من المہم هنا أن نشیر فی هذه المناسبة إلى حقیقة هامة تدعو الى العجب۔ وهی أن نشأة الدعوة الاسلامیة والعمل الاسلامی فی ألمانیا ودول غرب اوروبا مقصور على الفریق الاحمدیة۔ فانهم وحدهم الذین یقومون بالتبشیر بالاسلام والدعوة الیه والعمل من اجله۔ بینما نرى أن الاسلام التقلیدی العام بمذهبیه السنی والشیعی۔ أبعد ما یكون عن میدان الدعوة فی اوروبا وهذا ما یدعوا الى الدهشة والتساؤل۔ كما أن فریق الاحمدیة كان أیضاً اول من قام بنشر القرآن الكریم بالعربیة والألمانیة معا بعد الحرب۔ وذالك فی طبعة تضم النص العربی الاصلی۔ تقابله الترجمة الالمانیة۔ وقامت بنشره أكبر دار لنشر الكتب الشرقیة فی جمهوریة ألمانیا الاتحادیة۔

...... أنشئ فی هامبورج مسجدان جدیدان یعد احدهما حتى الآن أكبر المساجد الموجودة فی جمهوریة ألمانیا الاتحادیة على الاطلاق۔ ثم أنشئ بعدهما مسجد آخر فی مدینة فرانكفورت افتتحه السید محمد ظفر الله خان، نائب رئیس محكمة العدل الدولیة فی لاهای۔

ترجمہ:

اس موقع کی مناسبت سے یہاں پر ایک اہم اور حیرت انگیز حقیقت کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہوگا کہ جرمنی اور یورپ کی دیگر مغربی ریاستوں میں اسلام کی تبلیغ اور اسلامی امور کی سرانجام دہی کے لئے چستی اور بیداری صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی تک محدود ہے صرف احمدی ہی ہیں جو اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اسلام کی خاطر کام کرنے میں یگانہ ہیں۔ اس کے مقابلہ پر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ عام تقلیدی اسلام کے سنی اور شیعہ فرقے یورپ میں تبلیغ کے میدان سے کوسوں دور ہیں۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ہمارے لئے حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے اسی طرح دوسری جنگ عظیم کے بعد جماعت احمدیہ ہی وہ پہلی جماعت ہے جس نے قرآن کریم کو بیک وقت عربی اور جرمنی زبان میں شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس کی چھپائی میں قرآن مجید کی اصل عربی عبارت بھی شامل ہے جس کے بالمقابل جرمن ترجمہ دیا جاتا ہے۔ اس ترجمہ کی طباعت کے فرائض جمہوریہ جرمنی کے مشرقی کتب کے سب سے بڑے اشاعتی ادارے نے سرانجام دیئے ہیں۔"

— اس کے علاوہ مغربی جرمنی میں جماعت احمدیہ کی مساجد کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ:

"ہمبرگ میں دو نئی مساجد تعمیر کی گئی ہیں جن میں سے ایک آج تک مغربی جرمنی کی موجودہ تمام مساجد میں سب سے بڑی مسجد شمار کی جاتی ہے۔ پھر ان کے بعد ایک اور مسجد شہر فرانکفورٹ میں تعمیر کی گئی جس کا افتتاح عالمی عدالت کے نائب صدر جناب سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے کیا۔"

(الرسالۃ۔ بون۔ مغربی جرمنی مجریہ ۱۷ فروری ۱۹۶۶ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۶۶ء

غیر ممالک میں اسلام کی کامیاب تبلیغ

کون کرے اور کیسے ؟

گزشتہ اداریہ میں ہم نے روزنامہ سرچ لائٹ پٹنہ کے حوالہ سے ایک خبر کے ضمن میں واضح کیا تھا کہ غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کی کامیاب مہم چلانے کے لئے خاص قسم کے مبلغین کی ضرورت ہے۔ جن کے پاس مخصوصیت سے عیسائیت کا کامیاب مقابلہ کرنے کے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ہوں ورنہ وسیع ترمادی وسائل اور ہر طرح کی سہولیات کے باعث جو مسیحی پادریوں کو اس جگہ حاصل ہیں اسلامی مبلغین ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے۔

اس جگہ ہم نے اس کی وضاحت بھی کر دی تھی کہ احمدیہ جماعت جو ساری دنیا میں ایک تنظیم کے تحت کم و بیش پون صدی سے اس اہم فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اُسے نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے (جس کا اپنے اور بیگانے سبھی اعتراف کرتے ہیں) اس کی اصل وجہ مامور وقت کے ہاتھ پر سب افراد جماعت کا جمع ہو جانا اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے ہر قسم کی مخلصانہ جد و جہد کرتے چلے جانا ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ نے مسیح الدجال کا کامیاب مقابلہ کرنے کے لئے اپنے فضل و کرم سے عین وقت پر مسیح موعود کو مبعوث فرمایا کہ مسیحیت کو ان کے مقابلہ کی ہمت نہیں۔

لیکن جو لوگ ایسے دلائل سے تہی دامن ہیں وہ کسی صورت میں بھی نہ تو عیسائیت کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ صحیح رنگ میں اسلام کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ مبلغ کا پہلا کام مخاطب کے ذہن کی تحقیق کو معلوم کرنا ہوتا ہے۔ اور تمام قسم کے شکوک و شبہات کو دور کر کے اسلامی تعلیمات کا ایک اچھا نقش قائم کرنا ہوتا ہے۔ اُس کا فرض ہوتا ہے کہ جو بات بھی پیش کرے اس انداز میں پیش کرے کہ مخاطب کا ذہن اُسے قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور اس کی بیان کردہ بات اُس کے دل و دماغ میں جمتی جائے لیکن یہاں تو معاملہ ہی اُلٹا ہے جن نو خیز مبلغین کو یہ خلماء مبلغ بنا کر بھیجیں گے

پہلے نمبر پہ تو خود اُن کے اپنے دماغ ہی صاف نہیں ہوں گے پھر اُن کے پاس وہ دلائل کبھی نہ ہوں گے جو دوسروں کو قائل کر سکیں تو خود ہی فیصلہ فرما لیجئے کہ وہ اسلام کی کیا تبلیغ کریں گے۔ یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ ہر شخص جو صحیح لائنوں پر اس مسئلہ پر غور و فکر کرتا ہے ناممکن ہے کہ وہ اس قسم کی خامیوں سے صرف نظر کرے۔ چنانچہ ہفت روزہ شہاب لاہور کا تازہ شمارہ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں "کچھ غم دوران" کے مستقل عنوان کے کالم نویس رمزی نے اسی بات کو موضوع بحث بنا کر اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے ہیئے اس کا متعلقہ حصہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

کالم نویس رمزی لکھتے ہیں:۔

"رمزی نے اس خبر کو بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا کہ صوبائی وزیر اوقاف ملک محمد حیات ٹمن نے صوبائی اسمبلی کو بتایا کہ حکومت تبلیغ اسلام کے کام میں بڑی دلچسپی لے رہی ہے۔ اور اس پر بڑا مال خرچ کر رہی ہے۔ اس سے زیادہ یہ کہ منصوبے بڑے حسین اور خوبصورت ہیں مثلاً امریکہ برطانیہ۔ افریقہ اور لاطینی ملکوں میں تبلیغی مراکز کھولے جائیں گے تمام معروف زبانوں میں تبلیغی لٹریچر شائع کیا جائے گا۔ فرمایا کہ جامع اسلامیہ بہاولپور میں مبلغین کی تربیت کے لئے کلاسیں کھولی گئی ہیں۔ جہاں نامعلوم التعداد طالب علم تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

ظاہر ہے۔ یہ خبر رمزی کے لئے نہایت خوشی کی خبر ثابت ہوئی اور .... لیکن خوشی کا پہلا جوش جب آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونے لگا تو رمزی کے ذہن میں مختلف سوالات اُبھرے جنہوں نے اسے آہستہ آہستہ نازل کر دیا......."

"رمزی نے نہ جانے کیوں اس سوال کو جیومیٹری کے اصول پر حل کرنے کی کوشش کی اور فرض کیا کہ انگلستان میں جو مبلغین اسلام کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ہیں ان میں سے ایک اہلحدیث تھا۔ دوسرا دیوبندی تیسرا بریلوی اور چوتھا اثنا عشری مسلک فکر کا نمائندہ۔ یہ چاروں محبّانِ دین بیتین انگلستان میں پہنچے اور اُنہوں نے حقیقت کے متلاشی انگریزوں کے سامنے اپنے اپنے انداز میں اسلام رکھا۔ ان علماء کے تبحر علم کی شہرت انگلستان میں ہوئی اور حق کے متلاشی ایک انگریز نے باری باری اسلام کے بارے میں ان سے معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ یہ حضرات اپنی اپنی جگہ جو جواب ارشاد فرمائیں گے ان کا مجموعی تاثر کیا ہوگا؟

مثلاً ایک صاحب کہیں گے فلاں فلاں کام یا اعمال بدعتیں ہیں اور ہم ان کو جائز نہیں سمجھتے۔ دوسرے صاحب کہیں گے جو ان اعمال کو بدعت کا نام دیتے اور ناجائز قرار دیتے ہیں ہم اُن کو پورا مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ تیسرے صاحب کہیں گے پورا مسلمان کیا دائرہ اسلام ہی سے خارج ہیں؟ اور جو ان کو پورا مسلمان ہی نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ وہ کم از کم آدھے مسلمان ہیں ہم اُن کے سلسلے میں بھی اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور کسی مناسب موقع پر جب کوئی مسجد ہمارے ہتھے چڑھی تو اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ چوتھے بزرگ بالکل ہی صاف گو ثابت ہوں گے اور فرمائیں گے کہ پہلے تینوں صاحبان اپنے قانون کے لئے جن منابع کو مستند سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک وہ قطعی غیر مستند ہیں۔ اسلئے ان کے یہاں رائج الوقت قانون کو ہم اسلام کا قانون نہیں مانتے لہذا ان کے ماتحت رہنے اور ماتحت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سوال یہ ہے کہ حق کا متلاشی انگریز ان چاروں احباب کی گفتگو سننے کے بعد کیا کرے گا اور اپنی پیاس بجھانے کے لئے کہاں جائے گا؟ رمزی کے ایک دوست کا خیال ہے کہ اس کے بعد اسے سیدھا ربوہ یا قادیان کا رُخ کرنا چاہیئے۔ اور علماء کو جلد از جلد اپنے سہارے ذہنی انتشار سے نجات حاصل کر لینی چاہیئے۔"

(شہاب لاہور ۲۲ / ۶ / ۶۶)

اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے رمزی صاحب نے تو نہ صرف یہ کہ ہماری بات کی سو فیصدی تصدیق کر دی بلکہ غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں (ماسوا احمدیہ جماعت کے) جملہ فرقہ ہائے اسلامیہ کے کردار کی حقیقت کو پورے طور پر کھول کر رکھ دیا اور وہ بجا طور پر اپنے ہمنواؤں سے کہہ سکتے ہیں کہ ؎

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما
بالخصوص جبکہ مبلغ کی حالت یہ ہو کہ
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

پس کسی سنجیدہ مزاج لوگوں کا کام ہے کہ سوچیں کہ غیر ممالک میں اُن کی طرف سے چلائی جانے والی "کامیاب تبلیغی مہم" کا الٹا مترشح کیوں ہونے والا ہے اور اُن کے علماء خود ہی اسلام کو بدنام بلکہ رسوا کرنے کا موجب بنتے جا رہے ہیں؟

اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے پہلے خود ہی اسلام کو چھوڑا۔ اس کی اصل تعلیمات کو طاق نسیاں میں رکھا اور محض دُنیا کی واہ واہ کے لئے غیر ممالک کو دوڑ بھاگے۔!!

اگر وہ قال اللہ وقال الرسول پہ اچھی طرح نگاہ رکھتے اور تقویٰ سے کام لیتے تو نہ خود رُسوا ہوتے اور نہ اسلام کو بدنام کرتے!!

فی زمانہ اسلام کے لئے سب سے بڑی مصیبت مسلمانوں کا باہمی افتراق و اختلاف ہے۔ ان کا مختلف فرقوں میں بٹا ہوا ہونا اور کُلّ حزب بما لدیہم فرحون کا مصداق بن جانا ہے۔ اور آج جو بھی اُٹھتا ہے امتِ مسلمہ کی اس زبوں حالی پہ آنسو بہانے لگتا ہے مگر اس کی آنکھ کبھی بھی اُس حقیقت کو دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتی جس کے متعلق خود حضرت مقدس بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں آج سے ۱۴ سو سال پہلے روشنی ڈال رکھی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری زمانہ میں اپنی امت کے بہت سے فرقوں میں بٹ جانے کی پیشگوئی فرمائی ہے تو ساتھ ہی ایک اور خوشخبری بھی سنائی ہے جسے احادیث کی مستند ترین کتب نے روایت کیا یعنی

لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر

ملاحظہ ہو کہ تم میں ابنِ مریم نازل ہوگا جو امت کے لئے حکم عدل ہونے کے ناطہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

شیطانی حربوں کا ذکر کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ بتاتم ان پر چلو۔ تم حسد نہ کرو۔ اور نہ تم کسی کے خلاف تعصب کی راہ کو اختیار کرو۔ عدم اطاعت اور بغاوت کے بول نہ بولو۔ سرکشی کی باتیں نہ کرو۔ نہ تم خلافِ حق کچھ کہو اور نہ کسی کو خلافِ حق کہنے کی ترغیب دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم شیطان کے حملوں سے بچ جاؤ گے۔ اور اگر تم حقیقتاً شیطان کے حملوں سے بچ گئے۔ تو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بھی تمہارے اقوال اچھے پسندیدہ اور مرغوب ہوں گے اور تم اس کی نگاہ میں بھی اس کے بندے بن جاؤ گے۔

پھر آگے فرمایا:۔

ان الشیطٰن کان للانسان عدوًّا مبینًا۔

یعنی شیطان جس کی صفات ہم نے اوپر بیان کی ہیں وہ انسان کیلئے ایسا دشمن ہے جو مبین ہے۔ انسان ایک تو اس مخلوق کو کہتے ہیں جو آدم علیہ السلام کی ذریت ہے۔ لیکن

عربی زبان میں اس کے معنے

اس ہستی کے ہیں جو اکیلے زندگی بسر نہ کر سکے بلکہ اس کے دل میں دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہو۔ اس کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہو کہ وہ ہم جنس لوگوں سے انس رکھے۔ اپنے ہم جنس انسانوں کے ساتھ الفت اور محبت قائم کرے۔ یہ وہ ہستی اور وہ ہستی جو دوسری طرف اپنے رب کے ساتھ بھی تعلق رکھنے کی خواہش رکھتی ہے۔ اس کے اندر ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب کے ساتھ تعلق قائم کرے اور اس کی رضا کو حاصل کرے انسان کہلاتی ہے۔ پس ان دو قسم کے قرب اور تعلق (ایک طرف انسان سے محبت اور دوسری طرف اپنے خالق و مالک سے تعلق) رکھنے والی ہستی کو ہم انسان کہتے ہیں۔ اور ان الشیطٰن ینزغ بینھم ان الشیطان کان للانسان عدوًّا مبینا میں اللہ تعالیٰ نے

انسان کا لفظ

استعمال فرمایا ہے حالانکہ یہاں ضمیر بھی استعمال کی جا سکتی تھی۔ اور کہا جا سکتا تھا کہ ان الشیطٰن کان لھم عدوًّا مبینا۔ لیکن یہاں ضمیر استعمال نہیں کی گئی نہ عباد کا لفظ دہرایا گیا بلکہ انسان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس میں یہ حکمت ہے کہ انسان دو مرتبہ تعلق قائم کرنا چاہتا ہے ایک طرف تو وہ اپنے بھائی انسان کے ساتھ تعلق قائم رکھنا چاہتا ہے تو دوسری طرف اپنے خالق رب کے ساتھ تعلق جوڑنا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان کو انسان کہا جاتا ہے۔ بہر کیف یہاں فرمایا "شیطان انسان کا دشمن مبین ہے۔ اور مبین کے لفظ کے معنے اردو میں کھلے کھلے کے لئے جاتے ہیں جو درست ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ابان الشیء اتضح فھو مبین۔ پس اس حصہ آیت کے معنے ہوں گے۔ شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے لیکن عربی زبان میں اس کے اور معانی بھی ہیں۔ مثلاً کہتے ابان الشیء اوضحہ یعنی جب کسی شیء کے متعلق "ابان" کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کے معنے ہوں گے اُسے واضح کر دیا۔ اور

شیطان جب انسان پر حملہ کرتا ہے

تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے اس لئے شیطان اس کی عقل کو جھکا دینا چاہتا ہے اور اس کے سامنے بعض برائیوں کو وضاحت سے خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے کہ تمہیں ان پر عمل کرنا چاہیئے حالانکہ وہ چیزیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہوتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بھی اس نے یہی سلوک کیا تھا اور اس نے کہا تھا۔ اگر تم یہ کام کرو گے تو تم ابدی جنت مل جائے گی گویا اس طرح اس نے بظاہر معقول اور روحانی دلیل دے کر آپ کو خدا تعالیٰ کے رستہ سے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے ان الشیطٰن کان للانسان عدوًّا مبینا کے یہ معنے ہوں گے کہ شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے اور وہ اپنی ان باتوں کو جو خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہیں ایسی وضاحت سے بیان کرتا ہے کہ انسانی عقل انہیں صحیح سمجھنے لگ جاتی ہے اور اس پر وہ بعض اوقات کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسان عقل کا جہاں صحیح استعمال کرتا ہے وہاں بسا اوقات وہ اس کا غلط استعمال بھی کرتا ہے۔ پھر

ابان الشیء کے ایک معنے

قطعہ وفصلہ کے بھی ہیں۔ یعنی اُسے قطع کر دیا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس لحاظ سے ان الشیطٰن کان للانسان عدوًّا مبینا کے معنے ہوں گے شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔ وہ انسان کے دو طرفہ تعلقات (یعنی ایک طرف اُس تعلق کو جو انسان کا انسان سے ہوتا ہے اور دوسری طرف اُس تعلق کو جو اس کا خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے) کو قطع کرنے والا ہے۔ اور اس کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ انسانوں کے درمیان باہم جھگڑا لڑائی فتنہ اور فساد پیدا ہو۔ کبھی تو وہ مذہب کے نام پر انسانوں کے خون بہا دیتا ہے اور کبھی وہ دہریت کی آواز بلند کر کے انسانی جانیں ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور فتنہ و فساد پیدا کرتا ہے اور شیطان اس مخفی وجود کا نام بھی ہے جو انسان کے اندر وساوس پیدا کر کے اُسے حق سے دور کر دیتا ہے اور اس سے مراد وہ لوگ اور وہ قومیں بھی ہیں جو شیطان کی ذریت اور اس کے ساتھی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ شیطان کے جن حربوں کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔

ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ تمہارے ان تعلقات پر ضرب لگتی ہے جو تمہارے آپس کے ہوں یا خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوں۔ پس شیطان کا حملہ دو طرفہ تعلقات پر ہوتا ہے نہ وہ اس دنیا میں امن چاہتا ہے اور نہ وہ امن پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور نہ اخروی زندگی کے متعلق صلاح کا خواہشمند ہے بلکہ وہ ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ تمہارے اپنے رب سے بھی تعلقات استوار اور مستحکم نہ ہوں۔ تمہارا خدا تعالیٰ سے اتنا مضبوط رشتہ نہ ہو جائے کہ تم اُخروی زندگی میں خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے ایک ابدی جنت کے انعام کے وارث بنو وہ تمہارے دونوں تعلقات کو قطع کرتا ہے پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شیطان تمہارا دشمن ہے اور وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان جو تعلقات ہیں اُنہیں ہمیشہ قطع کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور تمہارے باہمی تعلقات کو بھی بگاڑتا ہے اور اس طرح انسان کو انسان سے علیحدہ کر دیتا ہے۔

اس آیت کے بعد اس دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ربکم اعلم بکم

یعنی تم ہمارے ان احکام کا بظاہر پابندی کر کے جو ہم نے تمہیں قول احسن کہنے کے متعلق دیئے ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ تم کوئی چیز بن گئے ہو۔ اور تمہارا حق ہو گیا ہے کہ تم پر

خدا تعالیٰ کی رضا کی راہیں

کھلیں اس لئے کہ ربکم اعلم بکم تمہاری بہت سی خطائیں۔ غفلتیں اور کوتاہیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو خود تم سے بھی پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اور ان باطنی خطاؤں غفلتوں اور کوتاہیوں کا علم صرف خدا تعالیٰ کو ہوتا ہے اور کسی کو نہیں ہوتا۔ اس لئے تمہارا رب تمہیں تمہاری نسبت بھی زیادہ جانتا ہے۔ یعنی تم اپنے آپ کو اتنا نہیں جانتے جتنا تمہارا رب جانتا ہے اس لئے تم میں سے کسی کے لئے فخر و مباہات کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ ان یشاء یرحمکم اگر وہ تم پر رحم کرے گا تم اس کے احکام پر عمل کر کے اس کے رحم کے مستحق نہیں بن جاؤ گے بلکہ اس کے رحم کے وارث ضرور بن جاؤ گے وان یشاء یعذبکم پہلے بیان فرمایا تھا تم امید قائم رکھو کیونکہ تمہارا خدا بڑا رحمان۔ رحیم اور غفور ہے۔ وہ تم سے بڑی محبت کرنے والا اور پیار کرنے والا ہے۔ تم یہ امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم ہی کرے گا۔ لیکن

ساتھ ہی دل میں خوف بھی رکھو

کہ کہیں ایسا نہ ہو تمہاری کسی مخفی خطا یا گناہ کے نتیجہ میں تم پر اس کا عذاب وارد ہو۔ یا وہ تمہارے حق میں عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کرے۔

وما ارسلنٰک علیھم وکیلا

اے رسول! اگرچہ تو تم خاتم النبیین ہے۔ افضل المرسلین ہے۔ مخلوقات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے پھر بھی ہم نے تمہیں ان کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ تمہاری خوشنودی انہیں جنت میں نہیں لے جا سکتی۔ نہ ان کے متعلق تمہاری اچھی رائے انہیں جنت کا وارث بنا سکتی ہے۔ جیسا کہ

احادیث میں آتا ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن یہ نظارہ دکھایا جائے گا کہ آپ کے بعض صحابہ کو دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ تو آپ یہ نظارہ دیکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے کہ اے خدا یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے انہوں نے تیری خاطر اخلاص اور فدائیت کے ساتھ قربانیاں دی ہیں میں سمجھتا تھا کہ انہوں نے تیری رضا کو حاصل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرمائے گا کہ اے رسول تو نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے ان کے اعمال کا پورا علم مجھے ہے گویا بعض برگزیدہ انسان بھی بعض لوگوں کے متعلق یہ سمجھتے ہوں گے کہ وہ اچھے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لیا ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے وارث نہیں ہوں گے۔ اس کی جنت کے مستحق قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ پس فرمایا:۔

وما ارسلنٰک علیہم وکیلا

کہ اے رسول تو نہ تو اس بات کا ذمہ وار ہے کہ لوگ ضرور نیکیاں کریں اور نہ اس بات کا ذمہ وار ہے کہ اگر لوگ بظاہر نیکیاں کریں تو وہ ضرور جنت کے وارث بن جائیں گے۔ کیونکہ اس دنیا میں بھی تمہارے سامنے

ایک مثال موجود ہے

ایک شخص جنگ میں بظاہر بڑے اخلاص سے حصہ لے رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسلام پر فدا ہونے کو اس کا جی چاہ رہا ہے۔ وہ مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ اور کافروں پر حملہ آور ہو رہا تھا اور بڑے بڑے صحابہ کی بھی اس کے متعلق یہ رائے تھی کہ وہ بڑا مخلص اور فدائی ہے لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ وہ دوزخی ہے۔ صحابہؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے اس شخص کا پیچھا کیا تو انہوں نے دیکھا وہ جنگ میں شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اور زخموں کی تکلیف کی برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے خودکشی کر لی ہے۔ اسطرح صحابہ کو نظر آگیا کہ گو اس شخص نے بڑے جوش کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا تھا لیکن اس کا ایسا کرنا اخلاص کی بناء پر نہیں تھا بلکہ بغض اور لواعث تھے جن کی وجہ سے وہ کفار کے خلاف بڑے جوش کے ساتھ لڑا۔ پس یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے رسول ہم نے تجھے ان کا ذمہ وار نہیں بنایا لیکن

بدقسمتی اس امت کی یہ ہے

کہ اس میں بعض پیر سجادہ نشین اور علماء ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے مریدوں کو کہتے ہیں کہ تم کوئی فکر نہ کرو۔ تمہیں جنت میں پہنچانے کا ذمہ ہم لیتے ہیں۔ حالانکہ جنت میں پہنچنے کے لئے انسان کو بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر بہت کچھ کرنے کے باوجود اللہ تعالےٰ کے فضل اور احسان کی ضرورت ہوتی ہے۔ غرض جنت میں انسان تبھی جائے گا جب وہ نیک اعمال بجا لائے گا۔ اور پھر اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان اسے حاصل ہو جائے گا۔ گویا انسان جنت میں اس وقت داخل ہوگا جب اللہ تعالےٰ کا ایسا کرنے کا منشاء ہو اور وہ ارادہ کرے کہ اُسے جنت میں لے جانا ہے قرآن کریم میں جو حسن قول بتائے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان جب کوئی وعدہ کرے تو اُسے پورا بھی کرے۔

ہمارے کچھ بنیادی وعدے ہیں

جو ہم نے اللہ تعالےٰ کے ایک مامور اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہیں۔ مثلاً ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء کو یہ قول بھی دیا تھا کہ ہم سب جنہوں نے وصیت کی ہے اپنی آمد اور اپنی جائداد کا ⅒ خدا تعالےٰ کے دین کی خاطر دیں گے۔ اور جن لوگوں نے وصیت نہیں کی انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنی آمد کا ⅙ حصہ دین کی خاطر چندہ میں دیں گے اور خدا تعالےٰ کی نگاہ میں احسن قول وہ ہے کہ جب وہ وعدے کے رنگ میں کیا تو اُسے پورا بھی کیا جائے۔ قرآنی ارشاد لم تقولون ما لا تفعلون کے ایک معنے یہ بھی کئے جا سکتے ہیں کہ تم ایسے وعدے کیوں کرتے ہو جو تم نے پورے نہیں کرنے اس وقت تک صدر انجمن احمدیہ کے چندے (چندہ عام چندہ وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ) سہ نصف سے زائد وصول ہو جانے چاہیئے تھے لیکن ابھی تک ان کا ۳۷ فی صدی وصول ہوا ہے اور وقت دو ماہ سے کم رہ گیا ہے۔ خصوصاً

موصی صاحبان پر مجھے بڑی حیرت ہے

کہ انہوں نے اپنے رب سے ایک وعدہ کیا تھا اور ان کے رب نے انہیں دنیا میں ہی ایک بشارت دی تھی۔ انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ علاوہ تقویٰ کی دیگر راہوں کے ہم اپنے مالوں کی بھی قربانی اس رنگ میں دیں گے کہ اُن کا دسواں حصہ تیری راہ میں قربان کریں گے اور کرتے رہیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اس عہد کو نبھاؤ گے تو تمہیں بہشتی مقبرہ میں جگہ دوں گا۔ اب دیکھو یہ کتنی بڑی بشارت ہے جو موصی صاحبان کو اس دنیا میں ملی ہے۔ لیکن ان میں سے ایک حصہ اپنے عہد کو نبھانے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور اگر آپ سوچیں تو جس طرح میں حیرت میں پڑ جاتا ہوں آپ بھی حیران ہوں گے کہ اتنی حقیر قربانیاں اور ان کے بدلہ میں اتنی عظیم بشارت اور پھر بھی ہم سے کوتاہی اور غفلت سرزد ہو رہی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن

حقیقت یہ ہے

کہ بعض موصی صاحبان وصیت کا چندہ ادا کرنے میں غفلت برتتے ہیں۔ پس میں موصی صاحبان کو خصوصاً اور دوسرے

احمدی بھائیوں سے عموماً کہوں گا کہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے سال کے صرف دو ماہ باقی ہیں بلکہ ان میں سے بھی ایک حصہ گذر گیا ہے۔ کوشش کریں کہ اس عرصہ کے اندر اندر اپنی وہ تمام مالی قربانیاں، خدا تعالےٰ کے حضور پیش کر دیں جن کا وعدہ آپ نے اپنے رب سے کیا تھا تا آپ اس ان نعمتوں کے بھی وارث ہوں جن کے وعدے اس نے آپ سے کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔

تضمین بر کلام حضرت امام الزمان علیہ السلام

نتیجۂ فکر جناب سید محمد شاہ صاحب حسینی بیج بہاڑہ کشمیر

نور دل احترام احمدؐ ہے : تا قیامت، دوام احمدؐ ہے
روح افزا پیام احمدؐ ہے : زندگی بخش جام احمدؐ ہے

کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے

اس شہہ دوسرا یہ صبح و مسا — ہو صلوٰۃ و سلام فضل کبا
مرجعِ خاص و عام شاہ و گدا — لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا

سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے

مہدیٔ وقت بالیقیں آیا — پھر سے اسلام از سما لایا
ہم نے دورِ مسیح حق پایا — باغ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا

میرا بستاں کلام احمدؐ ہے

حکم داور سے تم نہ منہ موڑو — نور ایمان کی طرف دوڑو
شرک و بدعات کے صنم توڑو — ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

اعلانِ نکاح

میری نواسی صادقہ تسنیم بنت چوہدری محمد اسلم صاحب کا نکاح مکرمی جلال محمود صاحب ابن جناب الحکیم محمد دین صاحب مرحوم کے ساتھ پانچ ہزار حق مہر پر۔ ۸ر جون کو خطبہ جمعہ سے پیشتر مکرم جناب مولوی عبد المالک صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے احمدیہ ہال کراچی میں پڑھا۔ احباب و درویشان قادیان دعا فرمادیں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو۔ اور مکرم جلال محمود صاحب کے کام میں خدا تعالےٰ برکت ڈالے وہ ٹھیکے کا کام کرتے ہیں۔

(دعاجو عبد الکریم احمدی عفا اللہ عنہ از کراچی)

درخواست دعا

میری لڑکیاں رضیہ تبسم۔ مبارکہ اختر۔ نوآسی شاہدہ۔ پوتی روبینہ ہیں اور میرا لڑکا محمود احمد۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مرحوم ایڈیٹر الحکم کے پوتے مکرم خالد سلیمان صاحب عرفانی بیمار ہیں۔ بیماروں کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر اور ان کی کل مشکلات کے لئے درویشان و احباب کرام دعا فرمادیں۔ مکرم خالد سلیمان صاحب عرفانی کو علاج کے لئے حیدرآباد سندھ لے گئے ہیں۔ انکے والد صاحب مکرم شیخ ابراہیم صاحب عرفانی اور انکی اہلیہ محترمہ شمس النساء صاحبہ و دوسرے اعزہ بہت پریشان ہیں ان کی جملہ پریشانیوں کے دور ہونے کے لئے دعا فرمادیں۔

دعاجو عبد الکریم احمدی عفا اللہ عنہ
از کراچی

آریہ سماج لکھنؤ کی ایک چٹھی اور اس کا جواب

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب انچارج مبلغ اتر پردیش

شری مان پردھان جی آریہ سماج ٹھاکر گنج لکھنؤ

جناب عالی! آپ کا دستی ارسال کردہ پتر بلا تاریخ ملا۔ مجھے آپ کا پتر پڑھ کر بے حد افسوس ہوا۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ خود ہمارے جلسے میں موجود نہ تھے اور کسی سنی سنائی بات کے آدھار پر یہ پتر آپ نے لکھا ہے۔

ویدوں کے بارہ میں ہماری کانفرنس میں کوئی لیکچر نہیں رکھا گیا تھا۔ اس لئے اس موضوع پر کوئی لیکچر نہیں ہوا۔ ہاں مختلف پیشوایانِ مذاہب کی سیرت و سوانح پر لیکچر ہوئے تھے۔ ان میں شری کرشن جی کی لائف پہ بھی لیکچر ہوا تھا۔ لیکن آپ کا یہ تحریر کرنا درست نہیں کہ شری کرشن جی کے بارہ میں کوئی نامناسب باتیں کہی گئی تھیں۔ بھارت کے ایک عظیم مصلح اور مہاپرش ہونے کے ناطے شری کرشن جی کی سیرت بیان کی گئی تھی۔ جس کو نہ صرف پبلک نے پسند کیا بلکہ جلسے کے پردھان شری مہابیر پرشاد سریواستوا نے بھی پسند فرمایا۔

یہ جلسہ جماعت احمدیہ کے زیر انتظام تھا اور جماعت احمدیہ قریباً ۷۵ سال سے یہ کوشش کر رہی ہے کہ بھارت واسیوں میں دھرم اور مذہب کی بنا پر جو نفرت پیدا ہو گئی ہے اس کو دور کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اس بارہ میں یہ زریں اصل پیش فرمایا کہ دنیا میں جس قدر بھی اوتار۔ رشی۔ منی۔ انبیاء اور پیغمبر آئے ہیں خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم میں آئے ہوں وہ سب خدا کی طرف سے تھے اس لئے ان سب کی عزت و احترام کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ آپ کی اس تعلیم کی روشنی میں جماعت ہر سال پیشوایانِ مذاہب کے دن مناتی ہے۔ جس میں مختلف بانیان و پیشوایان مذاہب کی سیرت پر تقاریر ہوتی ہیں اور یہ بتایا جاتا ہے کہ شانتی کی ستھاپنا۔ دھرم کی رکھشا اور ادھرم کے ناش کے لئے ان مہاپرشوں نے کیا کیا کام سرانجام دیئے۔ اور اس جلسے کے منانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں ان بزرگوں اور مہاپرشوں کی عزت قائم ہو۔ دوسرے دہریت کے موجودہ دور میں ہم بھی ان مہاپرشوں کا انوسرن کر کے دھرم کی ستھاپنا کر سکیں۔ اور غیر مطمئن اور شانتی کی متلاشی دنیا کو شانتی کا رستہ دکھا سکیں۔ گنگا پرشاد میموریل ہال میں ۲۶؍۶؍۲۳ کو جو جلسہ جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقد ہوا وہ بھی انہی اغراض و مقاصد کے پیش نظر تھا۔ چنانچہ ہال کے اندر جو مختلف قطعات آویزاں تھے وہ بھی اسی پر روشنی ڈال رہے تھے۔ ان قطعات کی بعض عبارتیں درج ذیل ہیں:۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ باد

شری کرشن جی کی جے

حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ باد۔

شری بودھ دیو مہاراج کی جے

حضرت باوا گورو نانک زندہ باد

حضرت مرزا غلام احمد زندہ باد۔

جملہ پیشوایانِ مذاہب زندہ باد۔ وغیرہ وغیرہ

مندرجہ بالا تفصیل کے پیش نظر آپ کا خود جلسہ کی کارروائی کو سماعت کئے بغیر کسی سنی سنائی یا غلط رپورٹ کا سہارا لے کر اس قسم کی چٹھی لکھنا مناسب نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ جب آپ کی بنیاد ہی غلط ہے تو اس پر تعمیر کی جانے والی عمارت کیونکر درست ہو سکتی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں جہاں تک مناظرے کے چیلنج کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ آپ نے کس موضوع پر مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔ اور اس مناظرے کے چیلنج کی بناء کیا ہے آیا ہماری کانفرنس میں ہونے والے کسی لیکچر کی بنا پر یا کوئی اور وجہ ہے آپ کی اس وضاحت کے بعد مناظرہ کے چیلنج کی منظوری کی اطلاع دی جائے گی۔

امید ہے کہ آپ میری اس چٹھی کو بھی ترن بھارت میں اشاعت کے لئے بھجوا دیں گے تاکہ جنتا کو صحیح حالات کا علم ہو سکے۔

میں اس چٹھی کی نقل اور آپ کے پتر کی نقل جماعت احمدیہ کے آرگن بدر کو اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں

خاکسار

بشیر احمد

انچارج مبلغ صوبہ اتر پردیش

نقل چٹھی منتری آریہ سماج ٹھاکر گنج لکھنؤ

شری مان صدر فرقہ احمدیہ - اتر پردیش لکھنؤ

شری مان جی۔ مجھے یہ سوچنا ملی ہے کہ آپ نے اپنے جلسے دن انک ۲۵؍جون ۱۹۶۶ء کو گنگا پرشاد میموریل ہال میں یہ سدھ کرنے کی کوشش کی ہے کہ "وید ایشوری گیان" (کلام الٰہی) نہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ یوگیراج شری کرشن جی پر بھی کچھ انوچت ٹپنیاں کی ہیں۔ اتہ (اس لئے) آپ کو مناظرے کے لئے آریہ سماج ٹھاکر گنج لکھنؤ کی اور سے چیلنج کیا جاتا ہے۔ شر انت آریہ سماج کا یہ پانچواں نیم ہوگا۔ ستیہ کو گرہن کرنے اور استیہ کے چھوڑنے میں سرودا (ہمیشہ) ادیت (تیار) رہنا چاہیئے۔

تاریخ جلدی طے کرنے کی کرپا کریں۔ ایک کاپی ترن بھارت کو بھی پرکاشت کے لئے بھیج رہا ہوں۔

آپ کا

ہربنس لال آریہ

(نقل مطابق اصل) پردھان آریہ سماج۔ ٹھاکر گنج لکھنؤ

تقریب شادی و دعوت ولیمہ

مورخہ ۶۶-۶-۱۰ بروز اتوار ۶ بجے شام کے وقت عزیزم بشیر احمد صاحب آف پٹھانہ تیر پچھ کچھ کی تقریب دعوت ولیمہ عمل میں آئی۔ درویشانِ کرام کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ و امور عامہ اور مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال مکرم صلاح الدین صاحب ناظم جائداد نے شمولیت فرمائی۔ جملہ مدعوین حضرات کی چائے سے تواضع کی گئی۔

دو روز قبل مورخہ ۶۶-۶-۸ کو تقریب عزیزہ فاطمہ بیگم ہمشیرہ سید احمد صاحب پونچھ عمل میں آئی تھی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔ اور ثمرات حسنہ بنائے۔۔۔ خاکسار حکیم محمد سعید سابق مبلغ کشمیر مقیم قادیان

یادگیر میں جلسہ یوم خلافت - یادگیر میں مقررہ تاریخ پر جلسہ یوم خلافت منعقد نہ ہو سکنے کے باعث مورخہ ۶۶-۶-۲۵ کو منعقد ہوا۔ بوجہ عدم گنجائش اس جلسہ کی تفصیلی رپورٹ شائع کئے جانے سے معذوری ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ اس جلسہ کو ہر طرح بابرکت کرے اور بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین۔ (ادارہ)

علاقہ رانچی کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ صوبہ بہار

قارئین کرام کی خدمت میں دورہ کی رپورٹ پیش کرنے سے قبل نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام رانچی کے مختصر کوائف درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معہ اہل و عیال ۳؍مئی کو رانچی تشریف لائے۔ آپ کا مستقل قیام مکرمی خانبہادر سید محی الدین احمد صاحب کے دولتکدہ پر رہا۔ ایک شب مکرم ڈپٹی محمد ایوب صاحب کے مکان پر بھی قیام و آرام فرمایا۔ اس عرصہ میں احمدیت کے ایک فدائی احمدی مکرمی سید محمد عاشق حسین صاحب آف خانپور ملکی کے صاحبزادہ مکرم خورشید عالم صاحب پہنچ گئے۔ آپ علاقہ ہزاری باغ میں کسی جگہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ دو روز کے لئے مقدس خاندان کو اپنے علاقہ میں لے گئے ہزاری باغ کے علاقہ میں ایک مشہور شکارگاہ اور سیرگاہ ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس علاقہ میں ایک چیتا اور ایک ہرن شکار کیا۔

ایک روز چند گھنٹہ کے لئے آپ سملیہ کی نئی جماعت میں تشریف لے گئے۔ بستی کے احمدی اور غیر احمدی دوست بڑی عقیدت کے ساتھ جمع ہوئے اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے حاضرین کو زریں نصائح سے نوازا۔ ۲۸؍مئی کو مکرمی الحاج سید محی الدین احمد صاحب کے دو بچوں کے نکاحوں کا آپ نے اعلان فرمایا۔ اور اسی روز مکرم مظہر احمد صاحب پال کے زیر تعمیر مکان میں عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ دو اینٹیں نصب فرمائیں۔ ۳۱؍کو مکرمی سید صاحب موصوف کی صاحبزادی کے رخصتانہ کے موقعہ پر اجتماعی دعا کروائی۔

یکم جون کو آپ معہ خاندان مقدس مکرم پال صاحب کی کار سے بوقت شب جمشید پور پہنچے۔ خاکسار ایک روز قبل ضروری انتظام کے لئے جمشید پور پہنچ گیا تھا۔ مکرم عبدالمجید صاحب سابق امیر جماعت جمشید پور کے مکان پر احمدی احباب نے پرتپاک استقبال کیا۔ اور انہیں کھانا تناول فرمایا۔ جمشید پور کے قابل دید مقامات دیکھے اور مکرم محمد احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر تعمیر مکان میں نصب کرنے کے لئے ایک اینٹ پر دعا کی۔ جماعت جمشید پور کی طرف سے مکرم عبدالمجید صاحب کے مکان پر ہی ایڈریس پیش کیا گیا جس کے جواب میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے احباب جماعت کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔ اور دلنشین انداز میں تبلیغ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ چند گھنٹے آرام کرنے کے لئے آپ پال صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ مکرم پال صاحب اپنی گاڑی رانچی سے ہی خود ڈرائیو کرتے رہے۔ اور اس طرح آپ جمشید پور تک مقدس قافلہ کے ساتھ ہی رہے۔

۲؍جون کی صبح کو یہ مقدس قافلہ ٹاٹانگر ریلوے اسٹیشن سے عازم کلکتہ ہوا۔ اور مکرم پال صاحب مکرم عبدالمجید صاحب اور پال صاحب کے دو بھائی صاحبان اور خاکسار الوداع کہنے کے بعد واپس لوٹے۔ اسی روز خاکسار مکرم پال صاحب کی گاڑی سے واپس رانچی پہنچ گیا۔

نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس دورہ کا آغاز صوبہ بہار یعنی آرہ سے ہوا۔ اور اس کا اختتام بھی صوبہ بہار یعنی رانچی پر ہوا۔ اس اعتبار سے میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ بہار کے لئے یہ ایک نہایت نیک فال ہے۔ ہندوستان میں اس مقدس خاندان کے سب کے سب افراد اس قافلہ میں شریک تھے۔ اس لئے جن احباب جماعت نے اس مقدس خاندان کی خدمت کرکے یا اپنے معاملات میں اصلاح کرکے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے ایسے سب لوگ یقیناً بہت خوش قسمت ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس موقعہ پر ہر احمدی نے حسب توفیق و اخلاص اور وسائل والہانہ انداز میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ کے مامورین خلائق خدا کے محسن اعظم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی اولاد کا احترام کرنا انسانیت و شرافت کا لازمہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے تاریخی طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانوں کو اس طرح ایک دوسرے میں سمو دیا ہے کہ ان خاندانوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اس خاندان کے بزرگ در حقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا مشترکہ خاندان ہے۔ احترام کا اعلان اللہ تعالیٰ نے عرش عظیم سے نشر فرمادیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان (سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخمریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۵)

آج چشم بینا اس حقیقت کا مشاہدہ کرسکتی ہے کہ شدید ترین اندرونی اور بیرونی مخالفتوں کے علی الرغم غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مقدس الفاظ کو خلعت تجسم عطا فرمائی ہے۔ اور اپنی فعلی شہادت سے ان پرشوکت آوازوں کو حقیقت ثابتہ میں بدل دیا ہے۔ اور اکناف عالم میں اسی مقدس نسل کے ہاتھوں سے حمایت اسلام کی مستحکم اور مضبوط بنیادیں ڈالی جارہی ہیں۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

بہرحال اس مقدس دورہ کا ہر دن ہم احمدیوں کے لئے یوم عید کا مصداق بنا رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار نے ۱۰؍جون کو "آشیانہ" میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر خطبہ جمعہ پڑھا۔ کہ اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک۔ اس حدیث میں تین چیزوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی گئی ہے۔ ذکر الٰہی سے پاک جذبات پیدا ہوتے ہیں اور پاک جذبات سے خدا تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرکے جذبات تشکر پیدا ہوتے ہیں اور اس کے بعد تیسرا مقام "حسن عبادت" کا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی پاکیزہ صفات کے رنگ میں رنگین ہوکر ان صفات کو اپنے اعمال میں صادر کرے۔ تب انسان زندگی کے حقیقی مقصد کو پالیتا ہے۔

۵؍جون کو خاکسار نے اتکی میں ایک غیر احمدی عالم مولوی شعیب احمد صاحب کے ساتھ دلچسپ مباحثہ کیا جس کی مفصل رپورٹ بدر میں شائع ہوچکی ہے۔

۷؍جون کو خاکسار اور مکرم مولوی حبیب اللہ صاحب سملیہ پہنچے۔ سملیہ کے بعض احمدی اور غیر احمدی لوگ مباحثہ میں شریک ہوئے تھے۔ بعض لوگوں نے یہ سوال پیش کیا کہ مولوی شعیب احمد صاحب کی ایک بات کا جواب نہیں دیا گیا تھا اور وہ بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود نہیں ہیں اور نہ ہی وہ فوت ہوئے ہیں بلکہ اسی دنیا میں کہیں روپوش ہیں جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوجائیں گے۔ مولوی صاحب کے اس اظہار خیال کو بعض لوگ بڑی اہمیت دے رہے تھے اور سمجھتے تھے کہ اب آسمان کا لفظ قرآن و حدیث میں تلاش کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔

درحقیقت مباحثہ کے دوران مولوی صاحب موصوف نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار نہیں فرمایا تھا بلکہ مباحثہ کے بعد جب ہم لوگوں کو ایک دوسری جگہ لے جایا گیا۔ تو خاکسار کی عدم موجودگی میں ان لوگوں کے سامنے یہ کہا گیا۔ اور یہ بھی بتایا گیا کہ میں اس وقت کچھ نہیں بتا سکتا اس کے بعد کسی وقت سملیہ میں پہنچ کر قرآن و حدیث سے یہ سب کچھ ثابت کر دوں گا۔

خاکسار نے اس کے جواب میں ان لوگوں کو بتایا کہ اس عقیدہ کے جواب کے لئے آپ کو کسی خاص علم یا عربی دانی کی کونسی ضرورت تھی؟ آپ لوگ کیا یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ مولوی صاحب! اس چودھویں صدی کے جملہ معروف فرقے سنی، حنفی، دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ وغیرہ یہی اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جسم خاکی سمیت آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "وفات مسیح" کا اعلان فرمایا۔ تو کیا آپ کے یہ سب ہم مسلک فرقوں کے علماء آج تک اس غلط عقیدہ پر مجبور رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں؟ پس آپ کا فرض ہے کہ پہلے آپ اپنے ہم مسلک علماء کے ساتھ مباحثات کرکے ان لوگوں کو اپنے عقیدہ سے متفق بنائیں پھر جماعت احمدیہ کے علماء کے پاس پہنچ جائیں تب نہایت آسانی کے ساتھ فیصلہ ہوجائے گا کیونکہ بقول آپ کے جبکہ آپ کے جملہ ہم مسلک علماء زمین سے لے کر آسمان تک ایک غلط اعتقاد پر مصر تھے تو ہوسکتا ہے کہ آپ بھی اسی ترازو کے چٹوں بٹوں میں سے ہیں۔ اپنے اس خیال میں غلطی پر ہوں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اسی دنیا میں روپوش ہیں۔ کیونکہ آسمان سے زمین

تک مسافت اسی زمین پر روپوش ہونے
سے زیر زمین مدفون ہونے تک کی مسافت
سے بہت زیادہ طویل ہے۔ یہ جواب سن
کر حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اور کہا کہ اسی
مضمون پر مشتمل ایک چٹھی مولوی شعیب احمد
صاحب کو لکھی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا
اور چٹھی میں ان سے دریافت کیا گیا ہے کہ
ہمیں خوشی ہوگی کہ آپ حسب وعدہ تحریری
طور پر قرآن کریم اور احادیث سے ایسے
ثبوت بہم پہنچائیں جن سے آپ کے اس نئے
عقیدہ کو تقویت ملتی ہو نیز یہ بھی لکھا ہے
کہ آپ بتائیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اسی دنیا کے کسی کونہ میں بقول آپ کے
روپوش ہیں تو وہ بتائیں کہ وہ کس ملک اور
علاقہ کے شہر اور گاؤں میں روپوش ہیں اور
انہیں کہاں کہاں تلاش کر کے دیکھ سکتے ہیں

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ مولوی
شعیب احمد صاحب نے احمدیت کو قبول
نہیں کیا۔ اور اس طرح کوئی فیصلہ نہیں
ہوا۔ خاکسار نے اس کے جواب میں
بتایا کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اسی موقعہ پر
مد مقابل حق کو قبول کرے۔ چنانچہ رسول
کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نجران کے
عیسائیوں سے مناظرہ کیا تھا وہ اس
وقت ایمان نہیں لاتے تھے۔ بعد میں
عیسائیوں کی کثیر تعداد مشرف باسلام
ہوئی۔ تاہم مناظرہ کے بعد جب حضور نے
مباہلہ کے لئے ان لوگوں کو پکارا تو عیسائی
اس کی جرأت نہ کر سکے اور اسی طرح
حق و باطل میں ایک فیصلہ اسی وقت
ہو گیا جو ایک حق پسند کی ہدایت کے
لئے کافی تھا۔

بہرحال زیر تذکرہ مباحثہ کے حاضرین پر
خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر پڑا۔ اور
نہایت سکون کے ساتھ حاضرین نے مباحثہ سنا
ہمیں دعا کیا جاری رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ جب
چاہے گا ان لوگوں کی ہدایت کے سامان پیدا
کر دیگا۔ ویسے ایک محقق نہایت آسانی کے
ساتھ حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ
مولوی شعیب احمد صاحب کا آغاز مباحثہ
میں یہ موقف تھا کہ کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا
اس کے بعد انہیں اس
موقف سے ہٹ کر یہ تسلیم کرنا
پڑا کہ نبی آسکتا ہے۔ لیکن اس عہدہ کے
مستحق حضرت مرزا صاحب سے زیادہ
دور حاضرہ کے فلاں فلاں علماء ہو
سکتے ہیں۔ پھر یہ موقف بھی انہیں چھوڑنا
پڑا اور خود نبوت مسیحیت اور مجددیت
کا دعوے کر دیا اور لکھنے کے لئے تیار
ہو گئے اور پھر ان کا ہاتھ کانپ گیا اور
ان دعاوی کے تحریر کرنے سے ہاتھ
اٹھا لیا۔ اور دوران مباحثہ میں اپنے
واجب الاحترام چوٹی کے دیوبندی
علماء کو بھی فعل کبیرہ کا مرتکب تسلیم
کر لیا۔ بہرحال یہ کہنا کہ فیصلہ نہیں ہوا ایک
کھلی ہوئی حقیقت کو جھٹلانے کے مترادف
ہے۔ پس فیصلہ تو ہو گیا ہے اور اب اس
مباحثہ کے سامعین کے لئے صرف دو
ہی راستے کھلے ہیں۔ اول یہ کہ غیر احمدی
اپنے مناظر کے ان تمام دعاوی کو صدق
دل سے تسلیم کریں جو انہوں نے نبوت و
مسیحیت اور مجددیت کے بر سر مجلس کئے
تھے اور یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے دعاوی کو صدق دل سے قبول کر لیں
تیسرا کوئی راستہ ان لوگوں کے لئے
کھلا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے
سملیہ کی جماعت نہایت ٹھوس بنیادوں
پر قائم ہے۔ بلکہ دو غیر احمدی سرداروں
نے بھی برملا طور پر اعتراف کیا کہ مولوی
شعیب احمد صاحب اپنی بے سروپا باتوں
میں خود ہی گرفتار ہو گئے اور خود اپنے ہم
مسلک علماء کے خلاف بیان کرتے رہے۔

۹ر جون کو ہم لوگ واپس رانچی پہنچ گئے
اسی روز عزیز سید تنویر احمد ابن مکرم
سید محی الدین احمد صاحب کی برات پہنچ
گئی۔ ۱۰ر جون کو یہ برات اجتماعی دعاؤں کے ساتھ
رانچی سے روانہ ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے
دونوں تقریبات بخیر و خوبی انجام پائیں۔ فالحمد للہ
علیٰ ذالک۔

۱۰ر جون کو خاکسار نے "آشیانہ"
میں سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر پر
مشتمل خطبہ جمعہ پڑھا۔

ہندوستانی عیسائیوں
عیسائیت کی تبلیغ کا بہت بڑا مرکز
رانچی ہے جہاں نہایت بلند و بالا اور
دیدہ زیب گرجے تعمیر کئے گئے ہیں۔ اور
بڑے بڑے پادری اور مذہبی تعلیمی ادارے
بھی قائم ہیں۔ اس علاقہ کی بیشتر اقوام
میں سے بہت کثیر تعداد عیسائیت کو قبول
کر چکی ہیں۔ اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے
لہٰذا اس علاقہ میں مضبوط جماعتیں قائم
ہو جانے کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ
بہت جلد براہ راست عیسائیوں کے
ساتھ ایک فیصلہ کن روحانی جنگ
لڑنے کا سوال پیدا ہو جائے گا۔ نماز
جمعہ کے بعد خاکسار اور مولوی حبیب اللہ
صاحب نے انچارج پادری صاحب
کی کوٹھی کا رخ کیا۔ پادری صاحب گھر
پر ہی موجود تھے۔

احمدی۔ کیا یہ بات درست ہے کہ یہودیوں
نے حضرت مسیح کو اس لئے صلیب پر
مارنے کی کوشش کی تھی کہ بائیبل میں
لکھا ہے کہ جھوٹا نبی صلیب پر مارا
جاتا ہے"۔ اور اس طرح یہودی حضرت
مسیح کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتے تھے؟

پادری۔ درست ہے۔

احمدی۔ کیا مسیح نے یہ کہا تھا کہ یونس نبی
کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ
دیا جائے گا۔

پادری۔ ضرور کہا تھا۔

احمدی۔ کیا یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں
زندہ رہے تھے یا مر کر زندہ ہوئے
تھے۔

پادری۔ وہ مر کر زندہ نہیں ہوئے تھے
بلکہ پیٹ میں بھی زندہ رہے اور
زندہ ہی باہر نکلے تھے

احمدی۔ کیا اس وقت کے حاکم پیلاطوس
کی بیوی نے کوئی خواب دیکھا تھا کہ
اگر مسیح ہلاک ہو گیا۔ پھر تم ہلاک
کئے جاؤ گے (متی ۲۷/۱۹) اور پیلاطوس
ان کے چھوڑنے کی کوشش کرنے
لگا (یوحنا ۱۹/۱۲) اور پہلو چھیدنے
سے خون نکلا۔

پادری۔ یہ باتیں بھی درست ہیں۔

احمدی۔ کیا یہ بات بھی درست ہے کہ مسیح
نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے
اپنے شاگردوں سے بھی مضطربانہ
دعائیں کروائیں۔ اور خود بھی نہایت
کربناک دعائیں کیں۔ ایسی دعائیں کہ
اس سے قبل یا بعد اس پائے کی
کوئی دعا آپ نے کبھی نہیں کی؟
اور ان کے ساتھ مصلوب ہونے
والے چوروں کی تو ہڈیاں توڑی
لیکن مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں؟

پادری۔ یہ باتیں بھی درست ہیں؟

احمدی۔ اگر یہ باتیں درست ہیں تو اس سے
پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح کی موت
صلیب پر واقع نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ
آپ صلیب پر بیہوشی کی حالت میں
زندہ اتار لئے گئے تھے۔ لہٰذا ...
آپ ملعون ہوئے تھے کیونکہ لعنت
کے معنے تو دور ہو جانے کے ہیں اور
اللہ تعالیٰ کے نبی اور برگزیدہ انسان
کبھی خدا تعالیٰ سے دور نہیں رہتے
اور قرآن کریم میں بھی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے لئے لکھا ہے کہ
وما قتلوہ وما صلبوہ یعنی نہ
تو یہودیوں نے مسیح کو قتل کیا اور نہ
ہی اس کو صلیب پر مارا۔

پادری۔ آپ کون لوگ ہیں؟

احمدی۔ ہم لوگ مسلمان ہیں۔

پادری۔ ہم ایسا نہیں مانتے ہیں کہ مسیح صلیب
پر نہیں مرے۔

احمدی۔ لیکن آپ کے سامنے تو آپ کی
بائیبل پیش کی جا رہی ہے۔

پادری۔ ہم ایسا نہیں مانتے کیا آپ بحث
کرنے کے لئے آئے ہیں؟

احمدی۔ پادری صاحب! ہم لوگ آپ سے
تبادلہ خیالات کرنے آئے تھے تاکہ
آپ ہمیں بتائیں اور کچھ ہم آپ کو بتائیں
آپ کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب
ہے تو بتائیں تاکہ اس پر غور کیا جائے۔

پادری۔ ہم ایسا نہیں مانتے ہیں (پادری صاحب
بار بار اس جملے کو دہراتے رہے اور
غصے کی حالت میں کانپنے لگے)

احمدی۔ اگر آپ کو برا لگ رہا ہے تو
آپ گھبرائیے نہیں ہم یہیں گفتگو ختم
کر دیتے ہیں۔

پادری۔ یسوع مسیح نے دعائیں ضرور کی تھیں
لیکن یہ بھی کہا تھا کہ اے خدا تیری
مرضی پوری ہو۔ اس لئے خدا باپ کی
مرضی پوری ہوئی اور مسیح صلیب پر
مر گئے۔

احمدی۔ خدا کی تو ایسی مرضی نہ تھی کیونکہ انجیلوں
میں لکھا ہے کہ خدا ترسی کے سبب اس
کی سنی گئی" گویا یہ سب دعائیں جو مسیح
نے نہایت بے قراری کی حالت میں کی
تھیں اور اس حوالہ کے مطابق قبول
بھی ہو گئیں لہٰذا مسیح صلیب پر فوت
نہ ہوئے۔

پادری صاحب نے پھر پہلے جملے کو بار
بار دہرانا شروع کر دیا کہ ہم ایسا نہیں مانتے
ہیں۔ اور پھر غصہ میں آ گئے۔ خاکسار نے
انہیں ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ
تو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ایک گال پر ایک
طمانچہ لگائے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر
دے۔ لہٰذا ہم لوگوں کو بہت نرمی اور پریم
کے ساتھ مذہبی گفتگو کرنا چاہیئے۔ پادری
صاحب نے طمانچہ والے حوالہ کا اثر تو ضرور
لیا اور پھر کافی ٹھنڈے بھی ہو گئے لیکن وہ
چونکہ گفتگو جاری رکھنا نہیں چاہتے تھے
اس لئے ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل
دو کتب پیش کر دی گئیں۔

1- Where Did Jesus Die

2- Jesus in India

مؤخر الذکر کتاب چونکہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی تصنیف لطیف "مسیح ہندوستان
میں" کا ترجمہ ہے اس لئے اسے پیش کرتے
ہوئے خاکسار نے کہا کہ یہ وہی مقدس ہستی
ہے جس کے لئے حضرت مسیح نے فرمایا
تھا کہ:۔

"مبارک وہ جو خداوند کے نام
سے آتا ہے"۔ (متی ۲۳)

پادری۔ ہاں میں ان کے نام سے واقف ہوں
یہ بتانا بھول گیا کہ پادری صاحب نے
گفتگو کے آخری حصہ میں یہ بھی کہا تھا کہ
مسلمانوں میں تو بہت سے فرقے ہیں۔

مثلاً "احمدیہ"

احمدی۔ ہم لوگوں کا تعلق اس جماعت سے ہے اور ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو مثیل مسیح یقین کرتے ہیں۔ گویا پادری صاحب کی زبان پر بھی مسلمانوں کے فرقوں کا نام لیتے ہوئے سب سے پہلے "احمدیت" کا لفظ ہی آیا اور اس کے بعد بھی انہوں نے کسی دوسرے فرقہ کا نام نہیں لیا بہر حال وہ وقت قریب آرہا ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی نہایت پُرشوکت انداز سے پوری ہوگی۔ یعنی اسلام سے مراد صرف یہی جماعت ہوگی۔

اِرّو ۱۱رجون کو خاکسار اور مولوی حبیب اللہ صاحب اِرّو پہنچ گئے۔ تین سال قبل یہاں جماعت قائم ہوئی تھی۔ پھر شدید مخالفت شروع ہوگئی۔ اور یہ لوگ دب گئے۔ سب سے زیادہ ذمہ داری اس بستی کے سردار پر عائد ہوتی تھی جن کے ہاں ہم لوگ جاکر ٹھہرتے تھے۔ اور جلسے اور نمازیں ہوتی تھیں مولوی حبیب اللہ صاحب بھی انہی کے مکان کے ایک حصہ میں معہ اہل و عیال سکونت رکھتے تھے۔ احمدیت سے ان کے انکار کرنے سے دوسرے لوگ بھی دب گئے اور مولوی حبیب اللہ صاحب کے لئے زیادہ مشکلات پیدا ہو گئیں ان کو مکان خالی کرنے پر مجبور کیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور موصوف کو یہاں سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر گوملہ کے ایک سرکاری سکول میں ملازمت مل گئی اور آپ بطور ٹیچر گوملہ مڈل اسکول میں متعین ہوگئے، اپنے اہل و عیال کو بھی وہیں لے گئے۔ حالانکہ اِرّو میں محض بیس روپے انہیں الاؤنس ملتا تھا۔ اور باقی کچھ امداد بستی والے ذاتی طور پر کر دیتے تھے۔ نامساعد حالات میں بھی ہم لوگوں نے اِرّو جانا ترک نہیں کیا تھا۔ خاکسار جب کبھی رانچی پہنچا مکرم مولوی صالح بدر الدین صاحب اور خاکسار اور اِرّو ضرور پہنچتے رہے ایک مرتبہ ہم دونوں جب سردار صاحب کے دروازہ پر پہنچے۔ تو اردگرد کے لوگ جمع ہو کر سوالات پیش کرتے رہے اور خاکسار بھی کھڑے کھڑے ان کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ گھنٹوں یہ سلسلہ جاری رہا اور بالآخر یہ سب لوگ تتر بتر ہوگئے لیکن اس اثناء میں کسی نے بھی بیٹھنے کے لئے نہ کہا اور نہ ہی خاکسار نے یہ پسند کیا کہ ان لوگوں کے کہنے کے بغیر بستا نے بیٹھ جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور انہی سردار صاحب سے کچھ ایسی حرکتیں سرزد ہوئیں جس کی وجہ سے بستی والوں کی نگاہ میں بھی یہ گر گئے اور ان کے اپنے بیوی بچوں نے انہیں گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ جب گذشتہ سال خاکسار رانچی پہنچا تو ایک دوسرے غیر احمدی دوست کو لے کر یہ لوگ ہم "شبانہ" پہنچے اور اقرار کیا کہ احمدیت کے انکار کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ اب آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری پریشانیوں کو دور کر دے اور جب میں اپنے گھر پر پھر آباد ہو جاؤں گا تو آپ لوگوں کو پھر سے ٹھہرایا کروں گا۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک چمکتا ہوا نشان تھا کہ اس مرتبہ پھر ہم انہی سردار صاحب کے اسی مکان پر مقیم ہوئے جہاں پہلے مقیم ہوا کرتے تھے احمدی احباب بھی بڑی محبت سے ملے اور بہت دیر تک رات کو بھی بیٹھے رہے اور تبلیغی اور تربیتی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ اور سردار صاحب اور دوسرے احباب نہایت تواضع سے پیش آئے۔

۱۲رکو صبح متعدد جگہ پر ناشتہ کا انتظام تھا۔ ملحقہ بستی میں ناشتہ کیا۔ اس بستی میں ایک مسجد بھی ہے۔ بستی والوں نے بھی بہت اچھا برتاؤ کیا مسجد میں پہنچے تو امام الصلوٰۃ کے علاوہ دوسرے لوگ بھی پہنچ گئے۔ دو گھنٹے تک تبلیغی گفتگو جاری رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں نے بہت اچھا اثر لیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اِرّو سے چند میل کے فاصلہ پر مسلمانوں کی ایک اور بستی ہے۔ جہاں مولوی حبیب اللہ صاحب موصوف کے گہرے تعلقات تھے لیکن مخالفت کے دنوں میں اس بستی کے ایک حاجی صاحب نے اعلان کروایا تھا کہ آئندہ جو لوگ مولوی حبیب اللہ صاحب کو ٹھہرائیں گے یا پانی پلائیں گے یا امامت کریں گے ان لوگوں سے جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ اس بستی کے ایک معزز آدمی بھی ہم لوگوں کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب نے سنایا کہ انہی کی جرأت سے اس بستی میں بائیکاٹ ٹوٹا تھا۔ مسجد میں ہی ان سے بھی ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے بتایا کہ (مذکورہ) حاجی صاحب مندر اور مورتیاں بنا کر روپیہ کمار ہے ہیں۔ یہ حاجی صاحب راج مستری کا بہترین کام جانتے ہیں۔ ان کے ایک ہندو دوست بہت زیادہ مالدار ہیں لیکن ان کی کوئی اولاد نہیں ہے ستر اسی سال کی عمر ہے ان کے دل میں آیا کہ لوہار ڈگا کے اردگرد تمام کچے مندروں اور مورتیوں کو پختہ کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے یہ کام دو سال سے انہی حاجی صاحب کے سپرد کیا ہوا ہے وہ مندروں کو پختہ کرنے اور ان میں پختہ مورتیاں بنا بنا کر سجانے میں مصروف ہیں۔

خاکسار نے کہا کہ جس بیت اللہ کا وہ حج کر کے آئے ہیں اس پر جب مسلمانوں کا قبضہ ہوا تھا تو انہوں نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا کہ ان تین سو ساٹھ مورتیوں کو باہر نکال پھینکا تھا جو مشرکین مکہ نے وہاں نصب کر رکھی تھیں، اور حضرت ابراہیم علیہ نے مورتیوں کو توڑا تھا۔ لیکن یہ عجیب حاجی صاحب ہیں کہ انہوں نے اپنا پیشہ ہی مندروں اور مورتیوں کو سجانے کا اختیار کر رکھا ہے۔ بہر حال یہ سب احمدیت کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ موصوف نے بتایا کہ یہ ہندو صاحب اپنے کسی مذہبی مقام پر اس نیت سے یاترا کرنے گئے تھے کہ وہیں موت آجائے گی لیکن چند روز رہ کر وہ بچ کر آ گئے ہیں۔ اور اب پھر وہ حاجی صاحب کے سپرد ڈیوٹی کر دی ہے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد خاکسار اِرّو سے روانہ ہو کر شام تک رانچی پہنچ گیا۔ اور مولوی حبیب اللہ صاحب کی بھی رخصتیں ختم ہو چکی تھیں وہ بھی دوسرے روز گوملہ جانے کا ارادہ لیا کئے تھے۔

• اِرّو سے جب خاکسار بس پر سوار ہوا تو اس علاقہ کے دوسرے احمدی دوست مکرم حافظ منیر الحسن صاحب نے بڑے پُر تپاک لہجہ میں السلام علیکم کا تحفہ پیش کر دیا۔ آپ اتفاقاً کسی دوسری جگہ سے اسی بس پر سوار ہو کر لوہار ڈگا جا رہے تھے۔ لوہار ڈگا سے قریب ایک بستی کے آپ باشندہ ہیں۔ آپ بچپن میں بنارس پہنچے تھے۔ پھر جیسے تیسے قادیان پہنچ گئے۔ قرآن کریم کا ایک حصہ حفظ کیا۔ اور پھر واپس آکر اپنی کھیتی باڑی دیکھتے ہیں۔ ان کی بھی بستی میں پہلے بہت مخالفت رہی تھی۔ تبلیغ بھی کرتے رہتے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ آئندہ جب بھی ادھر آنے کا اتفاق ہو تو مجھے ضرور اطلاع دیں۔ جب آپ کو اپنی بستی میں تبلیغ کی غرض سے لے جاؤں گا۔ ایک مرتبہ آپ ایک زیر تبلیغ غیر احمدی کو ساتھ لیکر قادیان دارالامان جلسہ سالانہ پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارادہ کی تکمیل کی توفیق عطا فرما دے آمین۔

لوہار ڈگا سے بعد خاکسار ایک ایسی بس پر سوار ہوا جس میں بہت زیادہ رش تھا کسی دور کی سیٹ پر ایک معزز ہندو دوست بعض دوسرے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کے ساتھ مذہبی گفتگو کر رہے تھے جسے "قرآن" اور "پران" کے الفاظ کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندی ایڈیشن "اسلامی پیغام" کا ایک نسخہ ان کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے شکریہ ادا کیا اور اپنا تعارف کروایا کہ میں اِرّو سے آیا ہوں۔ خاکسار نے بھی اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ میں بھی رات بطور مہمان اِرّو میں ہی مقیم تھا۔ موصوف بہت خوش ہوئے اور بتایا کہ ہم نے سنا ہے کہ کچھ عرصہ سے بڑے دھرماتما معمار مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی کی طرف سے اِرّو میں آتے رہتے ہیں لہذا اب آپ جب بھی اِرّو آئیں تو ہمارے ہاں مہمان ٹھہریں۔ ہم آپ لوگوں کی تبلیغ سننے کے بہت مشتاق ہیں۔ کیونکہ اس سے قبل کچھ لٹریچر بھی مطالعہ کر چکے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس علاقہ میں تبلیغ اسلام و احمدیت کا جو فریضہ انجام پا رہا ہے اس میں مکرم و محترم سید صاحب موصوف کی قربانیوں، اخلاص اور تبلیغی جوش کا بہت بڑا دخل ہے۔ آپ مبلغین کے ساتھ خصوصی طور پر تعاون فرماتے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک مقامی احمدی احباب مبلغین کے ساتھ خصوصی رنگ میں تعاون نہ فرمادیں اس وقت تک تبلیغی و تربیتی میدان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

احباب کرام سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے مکرمی سید صاحب کو صحت و تندرستی اور خدمت دین کی لمبی عمر عطا فرماوے۔ اور آپ کے اہل و عیال کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی پوری پوری توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

خاکسار ۱۳رکو رانچی سے روانہ ہو کر جمشید پور پہنچا اور ۱۴رکو جمشید پور سے چل کر واپس بخیریت مظفرپور پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ بزرگان سلسلہ و احباب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ وہ ہماری ناچیز مساعی میں غیر معمولی برکت رکھ دے اور کثیر تعداد میں اس علاقہ میں مضبوط جماعتیں قائم فرمائے اور وہ مقصد جلد پورا ہو جس کے لئے یہ مقدس جماعت قائم ہوئی ہے۔

آمین یا رب العالمین

خاکسار

عبد الحق فضلی مبلغ جماعت احمدیہ

مظفرپور بہار

جماعت احمدیہ کیرنگ کا ایک تبلیغی وفد

اور

کالا پتھر میں تبلیغی جلسہ کا انعقاد

مورخہ ۴/۷/۶۶ء کو جماعت احمدیہ کیرنگ کے اُنیس افراد کا ایک تبلیغی وفد رات گیارہ بجے دو بیل گاڑی اور تین سائیکل پر خاکسار کی قیادت میں کالا پتھر روانہ ہوا اور ۵/۷/۶۶ء کو صبح ۸ بجے کالا پتھر پہنچی جہاں آم کے ایک باغ میں وفد کا قیام رہا چونکہ کھانے کا سامان ساتھ لے گئے تھے اس لئے اس باغ میں کھانا تیار کرنے کا انتظام کیا گیا۔ قریب ہی ایک مڈل سکول بھی ہے جب سیکنڈری اسکول کو ہماری آمد کی خبر ہوئی تو انہوں نے ہمارے ٹھہرنے کے لئے اسکول کی ایک سمت خالی کروا دی تھی۔ تیار کرنے والے خدام کے علاوہ باقی کے خدام گاؤں میں تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنے اور جلسہ کا انتظام کرنے چلے گئے۔ گاؤں کے سرپنچ سے مل کر جلسہ کے متعلق مشورہ کیا گیا موصوف کسی ضروری کام سے باہر جا رہے تھے تاہم انہوں نے جلسہ کے لئے مارکیٹ میں انتظام کر دیا۔ جہاں پنچائت کی طرف سے پختہ پنڈال بنا ہوا ہے۔ اور بالعموم ایسے اجتماعی جلسے اسی جگہ منعقد ہوتے ہیں۔ موصوف نے شام تک واپس آنے کا وعدہ بھی کیا۔ مگر قریب پانچ بجے شام مکرم سبحان علی بیگ صاحب بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی وکیل نے جو اس گاؤں کے رئیس اور بارسوخ آدمی ہیں آ کر خاکسار کو بتایا کہ انسپکٹر پولیس کا کہنا ہے کہ پبلک جلسہ کے لئے باقاعدہ اجازت کی ضرورت ہے۔ اس لئے جلسہ نہیں ہو سکتا۔ اتفاق سے [illegible] انکوائری پر [illegible] صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ جناب [illegible] صاحب سے ملے اور سلسلہ کی بعض کتب اُن کی خدمت میں تحفۃً پیش کیں اور ساتھ ہی جماعت کے عقائد اور حکومت وقت سے وفاداری کے اصول پر بالوضاحت روشنی ڈالی۔ ساتھ ہی جلسہ سالانہ کیرنگ کے موقعہ پر وزیر تعلیم کی شرکت اور ان کے تأثرات کا ذکر کیا گیا۔ تب [illegible] صاحب نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اس قسم کے جلسہ کے لئے جس کی غرض و غایت ہی امن و شانتی ہے اجازت دے دی۔ الحمد للہ اسی وقت سرپنچ موصوف بھی آ گئے۔ اور انہوں نے لائٹ وغیرہ کا انتظام بھی کر دیا۔ (جزاہم اللہ)

سات آٹھ بجے زیر صدارت جناب بن مالی بابو صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مکرم گلاب الدین خان صاحب نے ضرورت زمانہ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے گیتا پران وغیرہ سے حوالے پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ایک اوتار کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی خوشخبری سنائی کہ ایسا اوتار عین وقت پر قادیان کی سرزمین میں مبعوث ہوا۔ اور ہم لوگ انہیں کے ماننے والوں میں سے ہیں اور انہی کا پیغام پہنچانے آئے ہیں۔

دوسری تقریر مکرم ہٹن خان صاحب کی ہوئی۔ آپ نے قرآن اور احادیث کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانہ کے مصلح اور مامور ہیں۔ آپ نے اہل زمانہ کو اسلام کی روشنی میں جس رستہ پر چلنے کی ہدایت دی اسی پر چل کر ہی دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔ مکرم ہٹن خان صاحب کی تقریر کے بعد خاکسار کی تقریر شروع ہوئی۔ خاکسار نے آیت کریمہ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" کی روشنی میں بتایا کہ اس وقت دنیا میں عذاب ہی عذاب آ رہے ہیں کہیں سیلاب ہے تو کہیں خشک سالی کہیں زلازل کا دھکا ہے تو کہیں جنگ کی تباہ کاریاں اور اس کے لئے مہلک ہتھیاروں کی فراہمی اور اس کے ساتھ ساتھ قحط سالی اور گرانی سے عام جنتا کا جو بُرا حال ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اگر ہم سوچیں تو معلوم ہوگا کہ ان سب آفتوں کا اصل باعث روحانی امر ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ فرمان جو آیت کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں کسی برگزیدہ بندہ کا مبعوث ہونا نہایت ضروری ہے۔ سو وہ خدا کا پیارا قادیان کی سرزمین میں پیدا ہوا ہے۔ آپ کا نام نامی و اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ ضروری ہے کہ دنیا اُن کے بتائے ہوئے روحانی راہ پر گامزن ہوتا آنے والے دن کے عذابوں اور ابتلاؤں سے بچ جاوے۔ اس موقعہ پر خاکسار نے مختلف مذاہب کے حوالے پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہر مذہب کی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں کلکی اوتار مہدی و مسیح اور حضرت کرشن کے آمد کی پیشگوئیاں ہیں مگر یہ خیال کہ ہر مذہب کے لئے الگ الگ اوتار یا نبی اور مجدد آتے گا۔ ایک غلط خیال ہے۔ کیونکہ دنیا سمٹ چکی ہے وہ سائنسی ایجادات کے نتیجہ میں ایک شہر اور محلہ کی طرح ہو گئی ہے ایک دوسرے کے انتہائی قریب آ گئی ہے۔ اس لئے سب کے لئے ایک ہی مامور اور مصلح کی ضرورت ہے تا ساری دنیا کو ایک جھنڈے تلے امن و سکون کی زندگی کی راہ دکھائے۔ میں نے مثال دیتے ہوئے بتایا کہ جس طرح خشک سالی کے وقت ہر کوئی چاہتا ہے کہ بارش ہو اور میرا کھیت ہرا بھرا سرسبز اور شاداب ہو جائے مگر وہ پانی جو آسمان سے برستا ہے کیا اس کے رنگ اور [illegible] الگ الگ قسم کے ہوا کرتے ہیں؟ یا وہ مسلمان کے کھیت میں برستا ہے ہندو کے کھیت میں نہیں؟ یا عیسائی کے کھیت میں برستا ہے اور سکھ کے کھیت میں نہیں برستا؟ نہیں بلکہ وہ پانی جو آکاش سے آتا ہے ایک ہی قسم کا صاف و شفاف ہوتا ہے۔ وہ سب کے لئے یکساں ہوتا ہے اُس میں کسی طرح امتیاز نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس زمانہ کا مامور اور مرسل کا چونکہ آسمان سے تعلق ہے اس لئے اُس پیغام میں کسی سے کسی طرح کا امتیاز نہیں۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جو پیغام لے کر آئے اور جو رستہ آپ نے دنیا کو دکھایا اور غموں سے نجات پانے کا بتایا اس پر عمل کئے بغیر دنیا امن و شانتی سے سانس نہیں لے سکتی۔ اس موقع پر خاکسار نے پیغام صلح کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے امن و شانتی کے اصول کو پیش کرتے ہوئے سامعین سے جو قریب تین صد کے تھے اپیل کی کہ اگر ہم لوگ ان سنہری اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو دنیا عذاب سے بچ سکتی ہے اور اُسے آرام و چین نصیب ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر اور کوئی ذریعہ ایسا نہیں کہ ان آفات سماوی و ارضی سے دنیا محفوظ رہ سکے۔

آخر میں صاحب صدر نے فرمایا کہ مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ کہ آپ لوگ اس قسم کا اعلیٰ تعلیم لے کر آئے ہیں۔ اور شانتی کے اصول کا پرچار کرنا آپ کا مقصد ہے آپ نے فرمایا میں خود مذہب اسلام کے بارہ میں سیاسی غلط فہمیوں میں مبتلا تھا۔ جو سب دور ہو گئی ہیں۔ واقعی حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے شانتی اور امن کے یہ جو اصول پیش کئے ہیں۔ وہ انتہائی قیمتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس قسم کے جلسے اگر جگہ بجگہ ہوں اور لوگ اُن اصولوں کو اپنائیں تو دنیا میں ایک اچھا انقلاب پیدا ہو سکتا ہے اور دنیا حقیقی امن حاصل کر سکتی ہے۔

الغرض ہمارا یہ جلسہ دس بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اور ہم لوگ رات بارہ بجے واپس ہو کر صبح کیرنگ پہنچ گئے

فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار

سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

کیرنگ (اڑیسہ)

درخواست دعا

۱۔ خاکسار کا بھانجہ عزیزم قیصر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ابن ڈاکٹر محمد حفیظ صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس حافظ آباد امسال ایف۔ایس۔سی میڈیکل کا آخری امتحان دے رہا ہے۔ اسی کی اعلیٰ نمبروں پر کامیابی آئندہ کامرانیوں کا پیش خیمہ ہو گی۔ جس کے لئے سخت دعاؤں کی ضرورت ہے۔

۲۔ خاکسار اپنے چھوٹے بچے عزیز مرزا مظہر احمد سلمہ کو تیسری مرتبہ آنکھوں کے اپریشن (Needling) کے لئے امرتسر لے جا رہا ہے۔ اور عزیز منظور احمد برادر نسبتی مکرم عبدالاحد خان صاحب درویش کی آنکھ کا دوبارہ اپریشن کے لئے ساتھ لے جا رہا ہے۔ دونوں بچوں کی مکمل شفایابی۔ ان کے خادم دین اور رضاء الٰہی کی راہوں پر گامزن رہنے کے لئے نہایت دردمندانہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔

خاکسار:۔

مرزا ظہیر الدین منور احمد درویش قادیان

خدا تعالےٰ کے بندے کون ہیں؟

تحریک وقف جدید سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی تحریکات میں سے ایک بابرکت تحریک ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ نہایت مبارک تحریک ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت المصلح الموعود کی خواہش کے احترام میں جو مخلص دوست وقف جدید کی تحریک میں حصہ لے رہا ہو اپنا چندہ حتی الوسع دوگنا کر دے اور جو دوست اس تحریک میں اب تک شریک نہیں ہیں وہ اس سال اس تحریک میں شمولیت کی سعادت ضرور حاصل کریں۔

جماعتوں کے عہدہ داروں کو چاہیئے کہ وہ اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کریں۔ تاکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی یہ تحریک جماعت کے لئے اسی طرح بابرکت ثابت ہو جس طرح حضور کی دوسری تحریکیں نہایت کامیاب اور بابرکت ثابت ہوتی رہی ہیں۔ اس کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

"جو فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے زمین پر نافذ ہو کر رہے گا دُنیا کی کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی!!! لیکن اس راہ میں انتہائی قربانی پیش کرنا ہمارا فرض ہے"

مالی قربانیوں کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

"یہی لوگ ہیں .... جو اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دیں ..... ایک مسیحی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانۂ الوہیت پر گرے۔ اور اپنی جان مال آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کر دے دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے"

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے احباب جماعت کو مالی قربانی کے میدان میں ہمیشہ اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

آپ کا چندہ اخبار بدر مورخہ ۲۸/۵/۶۶ و ۲۸/۶/۶۶ سے ختم ہے

خریداری نمبر	نام
۱۰۰۸	مکرم بابو عبد الرزاق صاحب گونڈہ
۱۰۱۰	،، ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور
۱۰۱۴	،، حکیم میر غلام محمد صاحب بانڈی پورہ
۱۰۱۹	،، محمد الطاف صاحب امروہہ
۱۰۲۳	،، حافظ یٰسین صاحب کیریا
۱۰۲۴	،، سید بشارت حسین صاحب اورنوی
۱۰۲۹	،، ایم ابراہیم صاحب چینگاڈی
۱۰۳۰	،، ولی محمد صاحب شاہ جہاں پوری
۱۰۳۵	،، حبیب احمد صاحب حسین پور
۱۰۷۶	،، جمیل احمد صاحب بہار
۱۰۷۸	،، بشیر احمد صاحب آرہ
۱۰۷۹	،، مرزا اظہر بیگ صاحب کشن گنج
۱۰۸۰	،، بابو تاج الدین صاحب سرینگر
۱۱۴۵	،، ایس۔ ایم مورگے صاحب کٹک
۱۱۵۱	،، پی محمد صاحب مدراس
۱۱۶۳	آٹو موبائل حیدر آباد
۱۱۷۰	مکرم اعجاز حسین صاحب عثمان خصالی
۱۱۸۲	،، ایم۔ کریم اللہ صاحب سیون
۱۱۹۳	،، مرزا احمد اللہ بیگ
۱۱۸۷	،، یو۔ کے عبد الشافی صاحب ناگر
۱۲۰۴	،، مصطفےٰ حسین صاحب حیدر آباد
۱۲۱۲	،، جہان حسین صاحب کوئیٹھا
۱۲۲۱	،، عطاء الرحمٰن صاحب آسام
۱۲۷۱	،، ڈاکٹر سمیع اللہ صاحب فیض آباد
۱۴۰۵	،، مسعود احمد صاحب وہرہ
۱۴۰۹	،، عبد المجید صاحب احمدی
۱۴۱۵	مکرمہ زاہد النساء بیگم صاحبہ کیندرہ پاڑہ
۱۴۳۰	مکرم یونس خاں صاحب کٹک
۱۴۳۶	گرینڈ شو سٹور ننگنڈہ
۱۴۴۲	مکرم قاری سید محمد اسحاق صاحب تنویر حیدر آباد
۱۶۰۹	،، ایم۔ ایچ رحمان صاحب اناوہ
۱۶۱۱	،، عبد المنان صاحب حیدر آباد۔

تفسیر کبیر سے ایک اقتباس

ادائیگی زکوٰۃ کے سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے ارشاد فرمایا کہ

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ۔ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اسلام نے بے شک روپیہ کو بند رکھنا ناجائز قرار دیا ہے۔ مگر روپیہ کمانا منع نہیں کیا۔ پس فرماتا ہے کہ اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی فارغی ضروریات کے لئے جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گذر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کماتا ہے خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالےٰ کا قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا۔ اگر دنیا کو وہ دین کی خاطر کما رہا ہوتا۔ تو اُس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالےٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ نہیں ادا کرتا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالےٰ کے احکام کے تابع نہیں"

حضور رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشاد کے پیش نظر جملہ صاحب نصاب دوستوں کو پورے التزام کے ساتھ ادائیگی زکوٰۃ کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

ناظر بیت المال قادیان

۱۶۳۸	مکرم الحاج محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
۱۶۴۰	،، جیون خاں صاحب کرنول
۱۶۸۳	،، منظور اسلام صاحب مونگھیر
۱۶۸۷	،، قاضی حبیب اللہ صاحب تھلپکوٹ
۱۵۲۴	،، عبد القدیر صاحب برگ حیدر آباد
۱۵۴۹	،، احمد الباسط صاحب موسیٰ رام حیدر آباد
۱۵۵۱	،، کے۔ سی محمود کینانور
۱۵۵۳	،، سید منور علی صاحب مدھاکا
۱۵۵۴	،، بی۔ ایم۔ عبد الرحیم صاحب بنگلور
۱۵۵۵	،، سید ریاض الدین صاحب محی الدین پور
۱۵۵۷	،، ایس۔ اے منیر احمد صاحب ساگر
۱۵۵۸	،، محمد عبد المجید صاحب عثمان آباد
۱۵۰۰	مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب جے پور
۱۶۷۷	،، قمر الدین صاحب ولد رسول خان کھولگاڈل
۱۷۱۸	،، زین العابدین صاحب چارپڑ

مہربانی کر کے مندرجہ بالا احباب بواپسی ڈاک چندہ بدر ارسال کر کے مشکور فرمادیں۔ اور ارسالگی چندہ سے دفتر کو بھی مطلع فرمادیں۔ اگر خدا نخواستہ اخبار بند کرانا ہو تب بھی دفتر بدر کو تحریر فرمادیں۔

مینیجر اخبار بدر

موصیوں کے لئے عبرت انگیز

بعض موصی ایسے ہوتے ہیں جو بڑی بڑی جائدادیں چھوڑ کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ذمہ حصہ آمد اور حصہ جائیداد کا بقایا ہوتا ہے۔ ان کی فوتیدگی کے بعد ان کے ورثاء سے سالہا سال تک خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔ اور پھر بھی بقایا وصول نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض موصیوں کے ورثاء تو مرنے والے کی ہزاروں روپیہ کی جائیداد پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک پیسہ بھی ادا کرنے کے روادار نہیں ہوتے۔

یہ واقعات (جو متعدد ہیں) موصیوں کے لئے عبرت انگیز ہیں۔ ہر موصی کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنی زندگی میں ہی اپنے تمام چندے ادا کر دے۔ ورنہ ممکن ہے کہ اس کے ورثاء اس کے بقایا ادا نہ کریں اور وہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے سے رہ جاتے ہیں بلکہ کتبہ یادگاری لگنے سے بھی محروم رہ جاتے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خبریں

کابل ۱۱ر جولائی ۔ اُپ راشٹرپتی ڈاکٹر ذاکر حسین کل شام سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں کے ساتھ ملاقات کی ۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے کل افغان وزیر اعظم مسٹر محمد ہاشم میوندوال سے ملاقات کی اور ان سے آدھ گھنٹہ بات چیت کی ۔ اس سے پہلے وہ موجودہ شاہ کے والد مرحوم محمد نادر شاہ کے مقبرہ پر گئے ۔ اور پھول مالائیں چڑھائیں یو ۔ این ۔ آئی کی اطلاع ہے کہ جب ڈاکٹر ذاکر حسین خان بادشاہ سے ملاقات کے لئے اُن کی رہائش گاہ جلال آباد پہنچے تو خان بادشاہ نے آگے بڑھ کر ان کا سواگت کیا اور ان سے بغلگیر ہوئے اور پھر انہیں چوما ۔

بریونی (یوگوسلاویہ) ۱۱ر جولائی بھارت کی پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی اور یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو کی بات چیت کا آج دوسرا اور آخری دن تھا شریمتی اندرا گاندھی نے کل رات مارشل ٹیٹو کی طرف سے دی گئی دعوت میں تقریر کرتے ہوئے اس رائے کا پھر اعادہ کیا کہ غیر جانبدار ممالک پہ خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ویتنام کے مسئلہ کا کوئی ایسا منصفانہ حل ڈھونڈیں ۔ جو ویتنام کے عوام کی جائز اُمنگوں اور حقوق کو پورا کرتا ہو ۔ آپ نے ویتنام کے عوام کے مصائب پر خاموش تماشائی نہیں بن سکتے ۔ اس بڑی طاقتوں کی اجارہ داری نہیں ہے ۔ البتہ اس کا تعلق ساری انسانیت سے ہے ۔ آپ نے کہا ۔ کہ بھارت اور یوگوسلاویہ کی دوستی مضبوط ہے اور میں چاہتی ہوں کہ دونوں ملکوں میں ہر معاملہ میں تعاون بڑھتا رہنا چاہیئے ۔

آگرہ ۱۱ر جولائی آج یہاں راجا کی منڈی ریلوے سٹیشن پہ بذریعہ طوفان میل پہنچنے کے بعد جلد ہی سنیکت سوشلسٹ لیڈر ڈاکٹر رام منوہر لوہیا گرفتار کر لئے گئے ۔ ڈاکٹر لوہیا نے کل اعلان کیا تھا کہ وہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باوجود آگرہ جاکر ایک جلسہ میں تقریر کریں گے ۔ آج گرفتاری سے پہلے انہوں نے کہا کہ ملک میں پولیس راج ہے ۔ لہٰذا اس سرکار کا تختہ اُلٹ دیا جائے ۔ دفعہ ۱۴۴ اس لئے لگائی گئی ہے ۔ کیونکہ ۱۴ر جولائی کو اُتر پردیش (ہند) کے سلسلہ میں ایجی ٹیشن ہوگی ۔

راولپنڈی ۱۱ر جولائی ۔ پاکستان نے اب ایسی خارجہ پالیسی اختیار کر لی ہے جس کا مقصد تین بڑی طاقتوں روس ۔ امریکہ اور چین سے فائدہ اُٹھانا ہے ۔ اس کے مطابق پاکستان امریکہ ۔ روس اور چین کے درمیان سودمند پوزیشن قائم کرنے کی کوشش کرے گا موجودہ آثار ہیں کہ پاکستان اب چین سے ذرا دُور ہٹ جائے گا ۔ امریکہ کو زیادہ نزدیک نہ آنے دے گا اور روس کے زیادہ قریب چلا جائے گا ۔ پاکستانی اخبار اب اسے لچکدار پالیسی کا نام دے رہے ہیں ۔ ایک پاکستانی افسر نے کہا ہے کہ بھارت نے کئی سال ایسی پالیسی اختیار کر رکھی ہے ۔ اور ہم کیوں اختیار نہیں کر سکتے ۔ ایوب کی پالیسی کا مقصد یہ ہے کہ امریکہ سے امداد ملتی رہے اور بھارت کے ساتھ جھگڑے میں چین کی حمایت برقرار رکھی جائے مگر اس سے تعاون صرف اقتصادی معاملات تک محدود رکھا جاتے اور روس کے ساتھ دوستی بڑھائی جائے ۔ کیونکہ یہ منافع بخش ہے

کابل ۱۱ر جولائی ۔ بھارت کے پاس اُپ راشٹر پتی ڈاکٹر ذاکر حسین نے آج صبح کابل میں بچوں کے ہسپتال کا سنگِ بنیاد رکھا یہ بھارت کی امداد سے بنایا جائیگا ۔ اس میں ایک سو بستروں کا انتظام ہوگا جو

م ۔ اس ہسپتال کو دو سالوں تک بھارت ضروری سامان اور دوائیں مہیا کرے گا ۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے اسے بھارت اور افغانستان کے بھائی چارہ کی علامت قرار دیا اور کہا کہ یہ دونوں ملکوں کے دیرینہ تعلقات ۔۔ کو اور مضبوط بنانے کا ثبوت ہے ۔ آپ نے بھارت اور افغانستان کے مابین اقتصادی تعلقات بڑھانے پر زور دیا ۔ افغانستان کی وزیر صحت مس کبریٰ نورزئی نے کہا کہ افغانستان میں بچوں کی شرح اموات ۲۸ فیصدی ہے جو بہت زیادہ ہے

گوہاٹی ۱۱ر جولائی ۔ آج یہاں مرکزی خادمہ ریلیف ... بعد

غیر ممالک میں اسلام کی کامیاب تبلیغ

(بقیہ صفحہ ۲)

کسرِ صلیب کر بیٹھے اور مذہبی لڑائیوں کو معرضِ التوا میں ڈال دیئے گئے ۔

اب چاہے کوئی مانے یا نہ مانے یہی اور سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو عین ضرورت کے وقت بھیج دیا ۔ حکم عدل ہونے کے لحاظ سے اُس نے اُن سب اختلافی امور کا فیصلہ صادر فرما دیا ۔ اور سچے اور پکے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کا رستہ دکھا دیا ۔ اب یہ مسلمانوں کا اپنا کام ہے کہ وہ اس کی شناخت کریں اور علیکم بالجماعۃ کے ارشاد نبوی کو سرآنکھوں پر رکھیں منتشر بھیڑوں کے زمرہ میں شامل ہوتے سے بچیں ۔ اور برگزیدہ جماعت میں داخل ہو کر ان نعمتوں اور نعمائوں سے حصہ پائیں جو حقیقی معنے میں اشاعت و خدمتِ اسلام کی توفیق ملنے کے سلسلہ میں احمدیہ جماعت کو حاصل ہیں ۔

یہ سراسر خیالِ خام ہے کہ فی زمانہ علماء کرام کشتیٔ اسلام کو اس بھنور سے نکال لیں گے ۔ وہ علماء اور ہی تھے جن کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء مگر اس زمانہ کے علماء کو تو حضرت ہادی کامل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

" علماءھم شر من تحت ادیم السماء
من عندھم تخرج الفتنۃ
وفیھم تعود "

کے عبرتناک الفاظ میں یاد فرمایا ہے اور ان کی ساری حقیقت کو منکشف فرمایا ہے یقین جانیئے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ان علماء کے ہاتھوں ممکن نہیں اور نہ ہی یہ لوگ اس گاڑی کے بیل ثابت ہو سکتے ہیں ۔

یہ خدا کا کام ہے اُس کی نظر انتخاب جس پر پڑ گئی اب اُسی کے ساتھ وابستگی میں ہر قسم کی سعادت ہے ۔ خدا کی فعلی شہادت اس برگزیدہ جماعت کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے کیا آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ غیر ممالک میں تبلیغِ اسلام کا میدان سب کے لئے یکساں طور پر کھلا تھا ۔ لیکن کسی دوسرے فرقہ اسلامیہ کو نہ اس خدمت کی توفیق ملی اور نہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت نے ان کا ساتھ دیا ۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے جس جماعت نے یہ خدمات نمایاں طور پر کر دکھائیں اُس کے اسلام کے بارہ میں تو علماء ظواہر متردد ہیں مگر خود ان کے اپنے اسلام کا طول و عرض جو کچھ بھی ہے وہ ان پر عیاں ہے ۔ !!

سٹیٹسمین کے کالم نویس کے خیال کے مطابق حق کے متلاشی انگریز کو اسلام کی نسبت پورے طور پر مطمئن نہ کر سکنے کی صورت میں اُسے غرق ہونے کے لئے رود بار انگلستان کا رُخ کرنے کا مشورہ دینا صرف انہیں نام کے مبلغین کا کام ہوگا جنہیں غیر احمدی علماء خاص تربیت دے کر غیر ممالک میں بھیجیں گے ۔۔۔!! ورنہ احمدی مبلغین جہاں بھی گئے اسلام کو ایک دلکش مذہب اور پیارے دین کی صورت میں پیش کیا ۔ اور وہاں کے اصل باشندوں کو اسلام و بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا والہ و شیدا بنا دیا ۔ جس کسی کو اس بارہ میں ذرہ بھی شک ہو وہ اپنے حجرہ سے نکلے اور بیرونی ممالک میں جا کر بچشمِ خود اس حقیقت کا مشاہدہ کرے ۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

آسام کے وزیر اعلیٰ مسٹر چالیہا نے ... بتایا کہ حالیہ سیلاب نے آسام میں فصلوں اور جائداد کا ۲۵ کروڑ روپے سے زیادہ ریکارڈ توڑ نقصان ہوا ہے شہری ہوا بازی کے وزیر ڈاکٹر کرن سنگھ جو یہاں کچھ سیلاب زدہ رقبوں کا دورہ کرنے کے بعد یہاں پہنچے تھے ۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے آسام میں پہلے کبھی ایسے سیلاب نہیں دیکھے ۔ بہت سے بند ٹوٹ چکے ہیں بندھوں کی تعمیر کی بجائے بیچ بو ، مزدوروں میں کرنے کیلئے زیادہ اقدام ۔۔ کی ضرورت ہے ۔